جناب حامد میر

سامنے تو آئیے

معروف کالم نگار جناب حامد میر کے یہ دو نوں کالم روزنامہ پاکستان لاہور کی اشاعت ۱۷/ اور ۱۸/ مارچ میں شائع ہوئے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم انہیں قارئین کی نذر کر رہے ہیں (ادارہ)

ندیم محمود خان سے میری بھی کچھ شناسائی ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور میں پیر جہانگیر ابراہیم کے ڈیرے پر ان سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں ندیم محمود خان نے حسب معمول ایسے ایسے انکشافات کیے کہ کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ ان کا محبوب موضوع قادیانیت اور قادیانیوں کی سرگرمیاں ہیں۔ انہوں نے ایسی اہم سیاسی وغیر سیاسی شخصیات کو قادیانی قرار دے دیا کہ یقین نہیں آتا تھا۔ میں مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر انسانوں میں امتیاز اور نفرت پر یقین نہیں رکھتا۔ لیکن ندیم محمود خان کا اصرار تھا کہ پنجاب میں دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے پیچھے قادیانی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ قادیانی پنجاب میں سنی شیعہ فسادات کروانے کی کوششوں میں ہیں اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میں اپنے خیالات وزیراعظم نواز شریف تک پہنچا چکا ہوں۔ ندیم محمود خان ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر ہیں اور ڈیپوٹیشن پر سعودی عرب میں تعینات ہیں۔ ان کی خطرناک گفتگو کے باعث اکثر و بیشتر خفیہ اداروں کے اہلکار انکے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ ندیم محمود خان کے علاوہ بھی کئی اصحاب کی یہ رائے ہے کہ پنجاب میں دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کی منصوبہ بندی قادیانی کر رہے ہیں۔ ایک ذمہ دار شخصیت نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ قادیانیوں نے اہل تشیع جیسے نام رکھنے شروع کر دیے ہیں۔ اس حوالے سے کچھ خطوط بھی موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے صرف دو یہاں پیش ہیں۔ پہلا خط لاہور سے رفیق غوری نے لکھا ہے۔ لکھتے ہیں شعبۂ صحافت سے ۲۷ سالہ تعلق کے باوجود پہلی دفعہ کسی کالم نگار کو خط لکھ رہا ہوں۔ میں آپ کی جرأت اور ہمت کی داد دیتا ہوں۔ کہ آپ افغانستان کی پرخطر اور سنگلاخ راہوں پر اس وقت روانہ ہوئے، جب وہاں لشکر احرار طالبان کی حکومت ہے اور جہاں خود افغانی بھی چہرے پر ریش نہ سجالیں تو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے لیکن آپ نہ صرف وہاں پہنچے بلکہ آپ نے اسامہ بن لادن کا طویل انٹرویو کیا۔ حتیٰ کہ اس مجاہد کی تازہ ترین تصویر بھی اپنے قارئین تک پہنچائی۔ آپ نے جس مہم جویانہ انداز سے یہ مرحلہ سر کیا ہے۔ کچھ لوگ اسے شک کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن میں اسے ایک باہمت اخبار نویس کا سکوپ قرار دیتا ہوں۔ آپ نے اپنے کالم میں آغا شورش کاشمیری مرحوم کی 1973ء کی تقریر کے کیسٹ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں آغا صاحب نے پیشین گوئی کی تھی کہ قادیانی پنجاب میں سنی شیعہ فسادات کروائیں گے۔ اور اس مقصد کے لئے یہودیوں اور ہندوؤں کی مدد حاصل کریں گے۔ میں ان حالات میں کہ جب قادیانیوں نے پاکستان کو اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے یہ حقیقت شائع کرنے پر آپ کو آفرین کہتا ہوں۔ قادیانیوں نے لاہور شہر میں 20 کے قریب میڈیا سیل قائم کر رکھے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ مختلف اخبارات میں موجود اپنے

گماشتوں کو رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان کے تمام محکموں اور حساس اداروں میں قادیانی آکاس بیل کی طرح پھیل چکے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی آپ کو تحقیق کرنی چاہیے۔

جس کالم کے حوالے سے رفیق غوری صاحب نے خط لکھا ہے کہ اسی کالم کے بارے میں کچھ قادیانیوں نے بھی خطوط لکھے ہیں لیکن کسی نے اپنا نام و پتہ نہیں لکھا ایک قادیانی نے ہفت روزہ "نیشن لندن" کے 20 فروری 1997ء کے شمارے میں امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد کے شائع شدہ بیان کا تراشہ بھیجا ہے۔ اس بیان میں مرزا طاہر احمد نے دعویٰ کیا ہے کہ افریقی ممالک میں کئی کئی لاکھ افراد سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) کے ذریعہ کثرت سے اسلامی ممالک کے لوگوں کا رجحان احمدیت کی طرف ہو رہا ہے۔ مرزا طاہر احمد کے بیان کا تراشہ بھیجنے والے نامعلوم قاری نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ

"ایک عرصہ سے آپ کے کالم پڑھ رہا ہوں۔ آپ اچھے کالم نگار ہیں۔ لیکن کبھی کبھار سنی سنائی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ آپ نے آغا شورش کاشمیری کے حوالے سے اپنے ایک حالیہ کالم میں لکھا ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے پنجاب میں سنی شیعہ فسادات کروائے جائیں گے۔ یہ پڑھ کر میرا دل خون کے آنسو رویا۔ یہ دعا دل سے نکلی کہ اے قادر خدا تو دلوں کے حال بہتر جانتا ہے۔ اس بے چارے حامد میر کو حق کی تلاش کے لئے رہنمائی فرما۔ جناب آپ کو ایک اچھے کالم نگار کی حیثیت سے ہر خبر کی تحقیق کرنی چاہیے۔ خدا کا خوف کریں۔ کیا ملک دشمنی کی کسی واردات میں کبھی کوئی قادیانی گرفتار ہوا۔ جماعت احمدیہ نے پاکستان بنانے میں بطور جماعت اور انفرادی طور پر سب سے زیادہ قربانیاں دیں۔ جناب کیا آپ ایم ایم عالم کو بھول گئے۔ کیا جنرل افتخار جنجوعہ کو بھول گئے۔ جنہوں نے 1965ء کی جنگ میں رن آف کچھ میں شجاعت کا مظاہرہ کرنے پر ستارۂ جرأت حاصل کیا۔ اس جنگ میں اکھنور کے محاذ پر جنرل اختر ملک نے فتح حاصل کی۔ انہیں ہلال جرأت ملا۔ کیا آپ عبدالعلی ملک کو بھول گئے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھول گئے۔ سر ظفر اللہ خان کو بھول گئے۔ یہ واحد فرقہ ہے جس نے یہ تعلیم دی ہے کہ جس بھی ملک میں کوئی احمدی ہے وہ اپنے ملک اور حکومت کی اطاعت و وفاداری کرے۔ جب تک کہ ملک و حکومت اسے اسلام اور پیغمبر آخر زماں آنحضرت کی پیروی سے نہ روکے۔ مرزا طاہر احمد نے 10 جون 1988ء اور اب پھر 10 جنوری 1997ء کو مباہلہ کا تحریری چیلنج دیا۔ جس میں دنیا بھر کے تمام علماء اور مفکرین کو دعوت دی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اپنے الزامات لائیں اور ساتھ کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اور ایک سال تک انتظار کریں اور دیکھیں کہ اللہ کس کے ساتھ ہے۔ اور کس پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ڈر کس بات کا؟ کسی عالم سے کہیں کہ تحریری مباہلہ کر لے۔ اگر آپ موت کی تمنا کرنا چاہیں جو انسانی دسترس سے باہر ہے تو بھی ہمیں منظور ہے۔ جس طرح سورۂ جمعہ اور سورۂ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کے لئے بتایا ہے۔ ہمت کریں۔

جس نامعلوم قادیانی کے خط کا مذکورہ بالا حصہ شائع کیا گیا ہے وہ ختم نبوت پر یقین کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ڈر کس بات کا۔ حضور سامنے تو آئیے! نام تو بتائیے تاکہ بحث کا سلسلہ علمی انداز میں آگے بڑھ سکے۔ ندیم محمود خان کے انکشافات اور رفیق غوری کے خط سے زیادہ اہمیت نامعلوم قادیانی مکتوب نگار کی ہے۔ جسے سچائی کا دعویٰ ہے لیکن سچے لوگ بزدل نہیں ہوتے۔ وہ نام اور پتہ نہیں چھپاتے۔ مکتوب نگار سے گزارش ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو سامنے آئے تاکہ علماء حضرات اس کا چیلنج قبول کر سکیں۔

چیلنج قبول کیجیے

چند روز قبل اس کالم میں آغا شورش کاشمیری کی ایک پرانی تقریر کے ذکر کے بعد سے میرے پاس قادیانیوں کی مخالفت اور حمایت میں خطوط کا ڈھیر لگ گیا۔ گزشتہ روز ایک قادیانی کا خط اس کالم میں شائع کیا گیا۔ جس میں قیام پاکستان اور تعمیر و تحفظ پاکستان کے لئے قادیانیوں کی مبینہ خدمات کا ذکر تھا۔

اس خط کی اشاعت پر بعض علماء انتہائی سیخ پا ہوئے ہیں ایسے علماء سے گزارش ہے کہ علمی بحث میں مخالف فریق کا نکتۂ نظر سننا اور اسے اہمیت دینا ضروری ہوتا ہے۔ بعض قارئین نے ٹیلی فون پر کہا کہ آپ نے سر ظفر اللہ خان، ڈاکٹر عبدالسلام اور جنرل اختر ملک کی خدمات کے ذکر پر مشتمل خط تو شائع کردیا لیکن قادیانیوں سے یہ نہیں پوچھا کہ سر ظفر اللہ خان نے بانیٔ پاکستان قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی تھی۔ 1948 میں (پاکستان میں آئینی طور پر) قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا گیا تھا۔ کیا سر ظفر اللہ خان نے اس لئے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھی کہ قادیانی اپنے سوا سب کو کافر سمجھتے ہیں؟

ایک کرم فرما نے سقوط مشرقی پاکستان کی تحقیقات کے لئے قائم کیے گئے حمود الرحمن کمیشن میں مولانا لال حسین اختر (مرحوم) کے بیان کی نقل بھجوائی ہے۔ اس بیان میں مولانا لال حسین اختر نے کہا تھا کہ صدر یحییٰ خان کے ایک قادیانی مشیر ایم ایم احمد نے پاکستان توڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایم ایم احمد سلسلۂ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد کے پوتے ہیں۔ مولانا لال حسین اختر نے حمود الرحمن کمیشن کے روبرو کہا تھا کہ ایم ایم احمد نے صدر پاکستان کے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے ایک رپورٹ تیار کی تھی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ اگر مشرقی پاکستان علیحدہ ہوجائے تو مغربی پاکستان کی معیشت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑیگا۔ 24 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں یحییٰ خان اور شیخ مجیب الرحمن کے مذاکرات کے موقع پر ایم ایم احمد بھی موجود تھے۔ مشرقی پاکستان کے اخبارات نے ڈھاکہ میں ایم ایم احمد کی موجودگی پر شدید اعتراض کیا تھا قادیانیوں کے مرکز واقع قادیان (بھارت) سے بنگلہ دیش کے قیام کی حمایت کی گئی تھی۔ ایم ایم احمد اتنے اہم ہوگئے تھے کہ جب یحییٰ خان ایران کے دورے پر گئے تو ایم ایم احمد کو پاکستان کا قائم مقام صدر بنایا گیا جس دن ایم ایم احمد نے قائم مقام صدر بننا تھا۔ اس دن اسلم قریشی نامی شخص نے اس پر حملہ کردیا اور ایم ایم احمد کرسیٔ صدارت پر براجمان ہونے کی بجائے ہسپتال جا پہنچا۔ کئی سال بعد اسلم قریشی جیل سے رہا ہوا تو اسے اغواء کرلیا گیا اور چار سال تک اس پر تشدد کیا گیا۔ جب اس کا دماغی توازن بگڑ گیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ ایم ایم احمد خود پر قاتلانہ حملے کے مقدمے کی سماعت کے دوران عدالت میں پیش ہوئے تو انہوں نے اپنے بیان میں کہا تھا۔ کہ "میرا دادا نبی تھا۔ جو شخص اسے نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔" طاہر رزاق نے اپنی کتاب "مرگ قادیانیت" میں لکھا ہے کہ 1993ء میں غلام اسحٰق خان اور نواز شریف کے درمیان غلط فہمیوں کی دیوار کھڑی کرنے میں ایم ایم احمد نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ایم ایم احمد نے 1993 کے سیاسی بحران سے قبل ایوان صدر میں

غلام اسحٰق خان کے ساتھ کئی ملاقاتیں کیں تھیں۔ غلام اسحٰق خان اور معین قریشی کا نام پہنچانے میں بھی ایم ایم احمد کا کردار تھا۔ اس شخص کا پنجاب کے نگران وزیراعلیٰ منظور احمد وٹو سے بھی رابطہ تھا اور مرزا طاہر نے وٹو کو بیرون ملک سے دس کروڑ روپے بھی بھجوائے تھے۔ اپنی کتاب میں طاہر رزاق نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایم ایم احمد اور معین قریشی عالمی بنک میں ایک ساتھ کام کرتے رہے۔ معین قریشی کی جرمن نژاد برطانوی بیوی پہلے عیسائی سے مسلمان ہوئیں اور پھر قادیانی ہو گئیں۔ اسی کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حمود الرحمٰن کمیشن کے سامنے ایم ایم احمد کے خلاف بیان دینے والے مولانا لال حسین اختر بھی پہلے قادیانی تھے لیکن بعد میں قادیانیت سے تائب ہو گئے۔ قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی کو بھی کتابی شکل میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اس تاریخی دستاویز کو پڑھنے کے بعد اس حقیقت میں شک نہیں رہتا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لئے اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اہم کردار ادا کیا۔ مقدمے کے دوران اٹارنی جنرل یحیٰ بختیار نے کئی مرتبہ اعتراف کیا کہ قادیانیوں کے خلاف ان کے دلائل کو وزیراعظم کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔ بہرحال سقوط مشرقی پاکستان اور بھٹو کی پھانسی سے لے کر 1993ء کے سیاسی بحران کی سو فیصد ذمہ داری قادیانیوں پر عائد نہیں کی جاسکتی۔ اگر یہ سازشیں واقعی قادیانیوں نے کیں تو سازشوں کی فصل کاشت کرنے کے لئے زمین مہیا کرنے کا کام مسلمانوں نے کیا تھا۔ مسلمانوں کو اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ آخر میں ایک خط پیش ہے جو بذریعہ فیکس لاہور سے موصول ہوا ہے۔

برادرم حامد میر صاحب!

السلام علیکم! آج آپ کے کالم میں ایک قادیانی کا خط شائع ہوا ہے جس نے اپنے عقیدے کے مخالفین کو مباہلے کا چیلنج دیا ہے۔ اس قسم کے چیلنج مرزا غلام احمد سے لے کر مرزا طاہر احمد تک سب دیتے آئے ہیں۔ لیکن چیلنج قبول ہونے کے بعد کوئی نہ آیا نہ آئے گا۔ میں اپنے بزرگوں مولانا عبدالحفیظ المکی، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا خان محمد کی طرف سے مرزا طاہر احمد کو چیلنج کرتا ہوں کہ جب چاہے اور جہاں چاہے ہمیں مباہلے کے لئے بلا لے مرزا طاہر احمد نے دو سال پہلے مباہلے کا چیلنج دیا تھا* ہمارے بزرگوں نے 4 اگست 1995ء کو لندن کے ہائیڈ پارک میں مرزا طاہر احمد کے ساتھ مباہلے کا چیلنج قبول کیا۔ لیکن وہ نہیں آیا۔ 26 جولائی 1996ء کو مرزا طاہر احمد نے دوبارہ مباہلے کا چیلنج دیا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے چیلنج قبول کیا اور برطانیہ میں قادیانیوں کے مرکز میں خود جانے کا اعلان کیا لیکن مرزا طاہر احمد بھاگ گئے۔ اب آپ کے کالم کے ذریعے ہمارے بزرگ ایک دفعہ پھر مرزا طاہر احمد کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ 5 سے 9 اپریل 1997ء کے دوران برطانیہ کے کسی بھی مقام پر مباہلہ کر لے۔ ہمیں یقین ہے کہ مرزا طاہر احمد ہمیشہ کی طرح اب بھی راہ فرار اختیار کریں گے۔

والسلام

خادم اسلاف حافظ محمد طاہر اشرفی

(بقیہ ص ۳۹ پر)